# خط جو پوسٹ نہ ہو سکے

مکرمی روحیل صاحب!

آداب۔

آپ کا خط مسعود بھائی کے ذریعے ملا..... ابھی تک جان سوکھے پتے کی طرح کانپ رہی ہے۔ یہ آپ نے کیا کیا مسعود بھائی کو رازدار بنا لیا؟ اب تو مجھے ان کا سامنا دوبھر ہے۔ اُف کیا سوچتے ہوں گے مسعود بھائی، آپ کو میرا ذرا خیال نہ آیا؟

رات سب گھر کے نوجوان تاش کھیل رہے تھے۔ کچھ دوسرے کزنز بھی آئے ہوئے تھے۔ یہ سب شیطان کی خالا میں چھت پر بیٹھی گپیں مار رہی تھیں۔ مجھے کئی بار چائے بنا کر اندر پہنچانا پڑی۔ ہر بار مسعود بھائی کی شریر مسکراہٹ نے میرے اوسان خطا کیے۔ سچ آپ نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی ہے..... آپ کو مجھ پر ذرا ترس نہیں آتا؟

فقط:۔ زیبا پاکستان

مکرمی روحیل صاحب!

تسلیمات۔

آج پورے دس دن بعد آپ کا خط ملا۔ آپ نے جواب نہ لکھنے کی شکایت کی ہے۔
آپ نے لکھا ہے۔ مسترد کرنے کا مجھے پورا حق ہے، مگر واضح خط تنسیخ بھیجنا از بس ضروری ہے، ورنہ آپ اس کی ڈوری سے لٹکے رہیں گے۔

ہائے اللہ..... آپ کے علاوہ تو دوسری سوچ ہی میرے پاس نہیں۔ مسعود بھائی کئی بار معنی خیز انداز میں میرے پاس آئے تھے..... میں اگرچہ خط تو لکھ چکی تھی مگر میری ہمت نہیں پڑی حالانکہ یہ میری بخت آوری ہے کہ دیارِ غیر میں آپ مجھے اور صرف مجھے یاد کرتے ہیں۔ مگر میں کیا کروں، مجھے ڈر لگتا ہے تماشا بننے سے۔ آپ مسعود بھائی کو کہہ دیجیے گا، وہ اپنی مسکراہٹ سے مجھے چھیڑا نہ کریں ..... ورنہ میں مر جاؤں گی..... دل چاہ رہا ہے بہت طویل خط لکھوں، اس لیے کہ رات دو بجے آپ سے اس طرح باتیں کرنا بہت اچھا لگ رہا ہے مگر... چلیں پھر سہی؟

کتنی سنسان ہے چمن کی فضا
دل دھڑکتا ہے آشیانے میں

فقط، زیبا

جنابِ عالی!

آداب عرض۔

آج بچھڑے ہیں تو کل ہم پھر کہیں مل جائیں گے
کچھ بھی ہو موجیں کہاں جائیں گی ساحل کے سوا

پھر وہی گلہ جواب نہ لکھنے کا۔ کل میں کچن میں تھی تو مسعود بھائی آ گئے۔ انھوں نے دبے لفظوں میں مجھ سے یہی پوچھا تھا۔ آیا میں نے جواب لکھ لیا ہے یا نہیں؟ اسی دم زری آپا اندر آ گئیں مجھ سے تو پہلے ہی جواب دینا دوبھر تھا۔ آپا کے آتے ہی دل دھک سے رہ گیا۔

مصلحت نے بزدل سا بنا رکھا ہے اور پھر میں لکھے ہوئے خط سے کچھ مطمئن بھی نہیں تھی۔ سوچا تھا اور ذرا ٹھیک سا لکھوں گی۔ ہر بار خط لکھ کر یہی خیال آتا ہے، کہیں اس بات کا مطلب آپ یہ نہ سمجھ لیں..... کہیں وہ نہ سمجھ لیں، کیا کروں، ہمت سی نہیں پڑتی۔ مگر حال یہ ہے۔

میں جہاں پر تھا، وہاں سے لوٹنا ممکن نہ تھا
اور تم بھی آ گئے تھے کچھ پاس دل کے سوا

فقط:۔ زیبا

سرکار!

تسلیمات۔

آج مسعود بھائی نے جو آپ کا خط دیا ہے، اس میں آپ کی ناراضگی عروج پر ہے اور میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ آپ کے خط میں لکھے اس شعر کو اتنی بار پڑھا ہے کہ وظیفہ سا بنتا لگ رہا ہے۔ آپ نے لکھا ہے:

کم سے کم حرفِ تمنا کی سزا اتنی تو دے
جرأتِ جرمِ سخن بھی مجھے آئندہ نہ ہو

کاش! میں آپ کو اپنے جذبوں کی ایک ایک لہر منتقل کر سکتی۔ مسعود بھائی ایک ہفتے کے لیے پشاور گئے ہوئے ہیں۔ میں اور کسی کو خط پوسٹ کرنے کے لیے ہرگز نہیں دے سکتی۔ دیکھیے ناں روحیل صاحب بنتی مدت میں ہے بگڑتی گھڑی میں ہے۔ میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ اس بار آپ کو ہر صورت جواب بھجواؤں گی۔ اگر آپ ناراض ہوں گے تو میرا کیا ہوگا؟ سچ آپ میری مجبوری کو بھی مدنظر رکھیں اور یہ آپ کو کیا ہوا تھا کہ مجھ جیسی دقیانوسی، بزدل اور بے مایہ سی لڑکی کو پسند کر بیٹھے؟ جہاں آپ ہیں، وہاں تو رنگ و بو کا سیلاب ہے۔ جذبات کے اظہار کی آزادیاں ہیں۔ آپ کو بھلا کیا نظر آیا ہے مجھ میں؟ مسعود بھائی آئیں گے تو فوراً انھیں یہ خط دے دوں گی، پھر آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

فقط:۔زیبا

روحیل......!

السلام علیکم!

سچ مسعود بھائی کی واپسی میں بہت ہی دیر ہوگئی تھی...... خط تو میں نے لکھ لیا تھا، لیکن آج جب آپ کا تازہ خط ملا تو محسوس ہوا تو پچھلا خط ناقص و نامکمل تھا، سوچا پھر لکھ لیتی ہوں، حرج ہی کیا ہے۔ آپ کا خط میرے سامنے کھلا رکھا ہے، شکایت، گلہ، ناراضگی اور...... آپ بالکل حق بجانب ہیں۔ ... مگر دیکھیے ناں۔ مسعود بھائی جو گئے ہوئے تھے......کل آئے تو ان کی ڈاک اچھی خاصی جمع ہو چکی تھی۔ انھوں نے آتے ہی آپ کا خط دیا۔

میں باتھ روم کا فرش دھو رہی تھی۔ عجیب سا حلیہ ہو رہا تھا۔ مسعود بھائی نے کھلا ہوا دروازہ ناک کر کے مجھے متوجہ کیا۔ میری حالت غیر ہوگئی۔ جب وہ آپ کا خط دیتے ہیں تو میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ کام دراصل ہے بھی تو رِسکی...... بڑی احتیاط سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ مگر مجھے اب ان سے بہت شرم آتی ہے۔ کس جنجال میں جان ڈال دی ہے میری؟

آپ نے میرے حالات دریافت کیے ہیں کیا بتاؤں؟

تجھے خبر ہے تیرا انتظار گھر میں رہا
یہ حادثہ ہے تو عمر بھر سفر میں رہا

زیبا

روحیل......!

السلام علیکم!

تازہ ترین خط ملا......اب تو یہ حالت ہے۔

نام بھی پہچان لیتے ہیں قیافہ دیکھ کر!!
خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

آپ کی ناراضگی بجا سہی مگر یہ مسعود بھائی ...... سچ پتا نہیں ان کی زندگی اتنی بے ترتیب کیوں ہے۔ رات ان کے کمرے کی لائٹ جلی دیکھ کر میں نے کچھ ہمت باندھی اور ایک عزم صمیم کے ساتھ ان کے کمرے کی طرف چلی۔ آپ کو پتا ہی ہے، میرا اور پارو کا کمرا تو بالکل ہی آخر میں ہے اور مسعود بھائی کا کمرا شروع ہی میں پڑتا ہے۔ ایک تو پارو کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں، دیر تک پڑھتی رہتی ہے۔ میں لفافہ تیار کر چکی تھی۔ پارو کے سونے کا انتظار کر رہی تھی، یہ بھی دھڑکا تھا۔ مسعود بھائی سو نہ جائیں۔ پارو کے سوتے ہی میں ان کے کمرے کی طرف بڑھی اور سر پیٹ کر رہ گئی، وہ رمیز، عمر اور صبیح کے ساتھ بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ میں کتنی بے چارگی کے عالم میں اُلٹے پاؤں واپس آئی تھی۔ اس قدر جذباتی اور ہلکان ہو رہی تھی کہ مارے غصے کے لفافہ پرزے پرزے کرنے کو جی چاہا۔ بڑی مشکل سے خود پر کنٹرول کیا۔

کیا زندگی ہے میری بھی؟ بڑا ترس آیا خود پر......! پھر آج پانچواں دن ہے جو مسعود بھائی نظر آئے مگر ان کے ہاتھ میں آپ کا تازہ خط پھر مجھے امتحان میں ڈال چکا تھا۔ آپ کے ہر نئے خط کے بعد اپنا جواب ادھورا محسوس ہوتا ہے اور خط از سرِ نو لکھنا پڑتا ہے۔ ویسے آپ کتنے مستقل مزاج بلکہ کٹر ہیں۔ داد دینا پڑتی ہے اور اپنی دلی کیفیت کیا لکھوں؟

جب تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

بہت ہی شرمندہ......زیبا

میرے روحیل!

لب پہ آئے جو قتیل اسم گرامی ان کا
چاندنی سی میری آنکھوں میں بکھر جاتی ہے

خط کے سارے تکلفات اب بوجھ لگنے لگے ہیں۔ بس دل چاہ رہا ہے۔ لکھتی جاؤں،

لکھتی جاؤں الفاظ کا ایک ہجوم ہے، مگر اس کی ترتیب محال ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے میرے بارے میں غلط اندازہ لگایا اور یہ کہ میں نے آپ کے جذبات اور احساسات سے کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ ... بہت نفرت ہوئی اپنے آپ سے، یہ سب پڑھ کر ظاہر ہے، آپ بھی انسان ہیں۔ مجھے آپ کی مجبوریوں کا اندازہ ہے..... آپ کو اس خاندان نے کیا مقام دیا ہوا ہے۔ یہ بھی میرے علم میں ہے .... میرا بس چلے تو آپ کو اپنے نصیب کے سکھ بھی دے ڈالوں۔

مگر آپ کے بنا میری زندگی میں کوئی سکھ ہی کہاں؟ آپ کے علاوہ میرا ذہن کچھ اور تو سوچتا ہی نہیں ... کل آپ کا فون آیا تھا..... مسعود بھائی بلانے آئے تھے، مگر بڑی ممانی مجھ سے عبیر بھائی کے جوڑے ٹنکوا رہی تھیں۔ مسعود بھائی نے غالباً مجھے سنانے ہی کو راہداری میں کہا تھا . روحیل کا فون آیا ہے، مخاطب جانے کس سے تھے۔

وہ تو کہہ کر واپس چلے گئے۔ بڑی اماں جو قریب ہی تھیں اور جنھیں شاید مسعود بھائی نے دیکھا نہیں تھا۔ وہ ان کے پیچھے ہی چل پڑی تھیں، پھر ان سے ریسیور کون لے سکتا تھا؟ مجھے مسعود بھائی کی نادانی پر سخت غصہ آیا..... اشارے سے بھی تو کہہ سکتے تھے۔ آج جب میں انھیں یہ خط دینے جاؤں گی تو جتاؤں گی ضرور، سچ مارے تاسف کے رات بھر نیند بھی نہیں آئی..... دل تو چاہ رہا تھا، ٹھاٹ سے سوئے مسعود بھائی کو اٹھا کر خوب لتاڑوں مگر......؟ روحیل! میں ان کے سامنے بہت گھبراہٹ محسوس کرتی ہوں۔ آپ ان سے میرے متعلق تو ضرور کچھ نہ کچھ کہتے ہوں گے۔ اُف! سوچ کر بڑی شرم سی آتی ہے۔ کیا سوچتے ہوں گے......

مسعود بھائی؟

فقط:۔ زیبا

روحیل . !

تسلیمات!

آج پورے ڈیڑھ ماہ بعد گاؤں سے واپس آئی ہوں۔ امی نانا جان کے چہلم سے پہلے گھر واپسی پر راضی نہ تھیں۔ پارو کے پاس تو ایگزام کی ڈھال تھی۔ اس کا تو ویسے بھی کبھی گاؤں میں دل نہیں لگا، وہ تو "دسواں" نمٹا کر بابا جان کے ساتھ گھر واپس آ گئی تھی۔ مگر امی نے مجھے آنے نہیں دیا کہ میرے ساتھ ہی چلنا .....!



غالباً مسعود بھائی نے آپ کو میرے گاؤں جانے کی اطلاع دے دی تھی، آپ نے ڈیڑھ ماہ میں آپ نے صرف ایک خط لکھا ہے۔ میں اپنے کمرے میں آ رہی تھی کہ مسعود بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمہارا خط میرے ٹیبل کور کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ ان کی موجودگی میں تو میں ان کے کمرے میں نہیں گئی مگر جب وہ آفس چلے گئے تو میں فوراً خط نکال لائی تھی۔ اس خط میں زیادہ گھن گرج نہیں ہے۔ غالباً آپ کو نانا جان کے انتقال کی اطلاع مل گئی تھی۔ آپ نے جو میرے تاثرات نوٹ کیے۔ وہ قطعی فریب نہیں، آپ یقین کرلیں۔ بس میں ذرا دقیانوسی اور کم ہمت ہی ہوں، جو پیام آپ کے احساسات کے مظہر تھے، مجھ تک پہنچے، میں نے فوراً جواب دیے، مگر یہ جواب میری حدود سے پار ہو کر آپ تک نہ پہنچ سکے۔

یاد ہے، رومی آپی جب امریکہ سے آئی ہوئی تھیں، گھر میں کس قدر ہنگامے اتر آئے تھے۔ خاندان بھر میں دعوتیں ہو رہی تھیں۔ انہی بہانوں میں ایک بار میں نے بڑے دل سے اپنی آرائش کی تھی۔ سفید ٹشو کے سوٹ کے ساتھ پھولوں کا زیور پہنا تھا مگر اس دن آپ بہت دیر سے گھر آئے تھے۔ جس قدر میرا سنگھار پرانا ہو رہا تھا۔ اس درجہ ہی دل بھر بھر آ رہا تھا۔ اس روز مجھے سب نے تعریفی کلمات سے نوازا تھا۔

مگر آپ کے آنے کے بعد جب میں راہداری میں تالا ڈال رہی تھی تو آپ نے میرے پھولوں کے زیور کو بڑے سادہ سے انداز میں سراہا تھا۔ آپ کو پتا ہے، میں جو آپ کے دیر سے آنے پر شاکی تھی، اس رات ایک نظم کہہ بیٹھی تھی، وہ یہ تھی۔

رات گئے گھر آ کر
میری آرائش سراہنے والے
یہ گجرے......
میں نے شام کو پہنے تھے۔

نظم اوٹ پٹانگ سہی، میرے شاعرہ بننے کا کریڈٹ تو مگر آپ ہی کو گیا ناں؟ اگر میں باقاعدہ شاعرہ بن جاؤں تو میرا تخلص آپ تجویز کیجیے گا۔ اس لیے کہ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ہی تو کہتے ہیں اور جو آپ کہتے ہیں، ہم اس پر اعتبار کرتے ہیں۔

ناچیز..... زیبا

روحیل جی...!

میری خوبصورت دعا آپ کے نام۔

ہم جور پرستوں پہ گمان ترکِ وفا کا
یہ وہم کہیں تم کو گناہ گار نہ کر دے

پورے پندرہ دن مینا باجی کی شادی کا ہنگامہ رہا۔ مسعود بھائی نے یہ خط مجھے کچن میں دیا تھا۔ آپ کا خط مجھے پہنچانے میں وہ بے حد احتیاط کرتے ہیں۔

منجھلے چچا نے کبھی آپ کو اپنے دوست کا بیٹا نہیں سمجھا، اپنی اولاد سمجھا، حقیقی اولاد اگر دیگر لوگوں کے نفرت آمیز جذبات آشکار نہ ہوتے تو شاید کسی کو قیامت تک علم نہ ہو پاتا کہ آپ منجھلے چچا کی حقیقی اولاد نہیں ہیں اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ انہی افراد کے سوہانِ روح انداز و اطوار نے آپ کو یہاں سے دوری پر مجبور کیا۔

اس خط سے پہلے میں نے آپ کے ہر خط کا جواب لکھا مگر افسوس...... خیر مجھے یہ دھڑکا تو ہرگز نہیں کہ آپ مجھ سے بدل جائیں گے۔ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں، میں کتنی محتاط اور مصلحت کوش ہوں اور موقع محل کی نزاکت کو ملحوظ رکھتی ہوں۔ آپ کبھی بھولے سے بھی میرے متعلق کوئی اُلٹا سیدھا گمان نہ کریں۔ آخر مسعود بھائی میرے تاثرات تو آپ کو بتاتے ہی ہوں گے۔ آپ کے بچپن کے ساتھی بڑے ابا کے ہونہار سپوت، مجھے یقین ہے، وہ میرے چہرے سے بہت کچھ کھوج لیتے ہوں گے اور آپ سے ضرور ذکر کرتے ہوں گے۔ مجھے یقین ہے آپ جب واپس آئیں گے تو سب کچھ...... ٹھیک ہو جائے گا...... آپ ایک اچھے مستقبل کی تلاش میں یہاں سے گئے ہیں، جس سے جاری آئندہ کی خوشیاں وابستہ ہیں۔ حالانکہ جب آپ جا رہے تھے تو مجھے ڈھیروں اُلٹے سیدھے وہم آئے تھے اور میں نے ایک نظم رات کے آخری پہر میں جیسے آنسوؤں سے لکھی تھی۔

میرے ہاتھوں کو سنہرے کنگن سے سجانے کی خاطر پرائے دیس جانے والے
تو اگر سونے کی تلاش میں نکلا
تو
میں تیری تلاش میں نکل کھڑی ہوں گی
طوفان گزرنے کے بعد آنے والے
بہت سے چٹانی پتھر
ڈھیروں خالی سیپیاں
چند ٹوٹی کشتیاں ساحل پر کھڑی ہوں گی
اور بس...... اس سے آگے اپنے احساسات کو کیا معنی پہناؤں؟

خدا کرے یہ خط اپنی منزل تک پہنچ جائے۔

سرتاپا خلوص...... زیبا

میرے......!

میرا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو اور آپ کے قدموں میں بکھر جائے۔ میں کون سا رنگ بنوں جو آپ کی ذات میں پورا پورا جذب ہو جائے...... خوشبو بن کے فضا میں بکھروں جو آپ کے ایک ایک تارِ نفس میں حلول ہو کے معرکہ عشق ہو جائے...... جہاں دوئی کے احساس کا احتمال تک نہ ہو۔

"آپ کے خط کا ایک ایک لفظ جس اذیت، جس کرب کا غماز ہے...... میرا کلیجہ شق ہو چلا ہے۔ مسعود بھائی کو آج کل سخت فلو ہے۔ کئی بار مختلف بہانوں سے ان کے پاس گئی ہوں۔ میں کزن ہوں، خاندان کی لڑکی ہوں۔ اسی لیے وہ اتنی احتیاط کرتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے شاید میرا احترام بھی بہت کرتے ہیں۔ یہ تو طے ہے کہ سارے خاندان میں وہ آپ کے سچے خیر خواہ اور بے لوث دوست ہیں...... آپ یقین کیجیے آپ، کے موضوع پر آج تک میرا ان کا کوئی مکالمہ نہیں ہوا۔

اور یوں بھی آپ کے ذکر پر بھید افشا ہوتا لگتا ہے، جتنا ضبط کرو...... مگر لگتا یہی ہے، چوری پکڑی جائے گی...... خدا کی پناہ...... اپنے آپ سے بھی خوف آنے لگا ہے......

عشق ہے کیا؟ خود اپنی ذات سے دشمنی کے سوا...... ایک خلش، ایک کسک...... آٹھوں پہر انگاروں پر لوٹنا۔

اور خیر آپ میرے احساسات سے بے خبر تو نہیں ہیں۔ مجھے آپ کے پہلے خط میں لکھا شعر بہت خوب یاد ہے۔ آپ نے خط کے شروع میں لکھا تھا:

وہ سرد مہر سہی پُر نگاہِ لطف کے بعد
فراز دیکھ سماں برف کے پگھلنے کا!

آپ نے مجھے سرد مہر لکھا تھا۔۔۔ گویا مجھے یونہی تنگ کیا تھا، ورنہ آپ کیا جانتے نہیں؟

بہت پریشان۔۔۔۔زیبا

روحیل !

سمجھا رہے تھے مجھ کو سبھی ناصحانِ شہر
پھر رفتہ رفتہ خود اسی کافر کے ہو گئے

آپ کی کامیابیوں کی فہرست جوں جوں یہاں سامنے آ رہی ہے، بعض لوگوں کے خیالات میں تیزی سے تبدیلی آ رہی ہے۔

روجی آپی جو پتا نہیں آپ کو کسی قابل نہیں سمجھتی تھیں۔ آج کل آپ کی تعریفیں کرتی نہیں تھکتیں۔ اور بڑے ماموں کی ہما کو تو آپ ہمیشہ سے ٹیلنٹڈ نظر آتے تھے۔

چھوٹی چچی جو آپ کا پیٹ نیم (پیار کا نام) ہی گاوْدی رکھ بیٹھی تھیں۔ آج کل ماہر علم نجوم ہو چکی ہیں اور آپ کی مزید اقبال مندی کی پیش گوئی کرتی رہتی ہیں۔

منجھلی چچی کو خوف ستانے لگا ہے کہیں آپ ہمیشہ کے لیے وہیں نہ رہ پڑیں (خدا نہ کرے) مسعود بھائی آفس کے کام سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ آج تیسرا دن ہے۔ توی امکان ہے، آج رات نائٹ کوچ سے واپس آ جائیں گے۔ ۔ میں نے سوچا ہے، یہ تینوں تازہ ترین جواب اکٹھے آپ کو بھجوا دوں گی۔ آپ کا ہر گلہ مٹ جائے گا اور پھر آپ کے خطوط کا انداز بھی بدل جائے گا۔۔۔۔ پھر شاید آپ میرے جذبوں کی شدت سے گھبرا جائیں یا اُکتا جائیں اور یہ کہنے لگیں۔

دنیا میں ہیں کام بہت
مجھ کو اتنا یاد نہ کر

صرف آپ کی۔۔۔۔۔زیبا

روحیل۔۔۔۔۔!

آداب!

پچھلے تین ہفتے عجیب کرب میں گزرے۔ امی آئے دن آنے والے رشتوں میں سے کسی نہ کسی کی پُرزور وکالت کرتی نظر آنے لگی ہیں۔ شاید اب وہ اتنی تیزی اس لیے دکھا رہی ہیں کہ گھر میں ہم چار فیملیز ہیں۔ بڑے ابا۔۔۔۔۔ منجھلے چچا، چھوٹے چچا اور ہم۔ گھر میں میری جتنی ہم عمر کزنز تھیں، سب ہی تقریباً اپنے "ان" کو پیاری ہو چکی ہیں۔

حالانکہ میں سب سے پہلے "کسی" کو پیاری ہوئی تھی (روحانی طور پر) مگر۔۔۔۔۔!

میں نے گزشتہ تین خطوط کا جواب ایک ہی لفافے میں ڈال رکھا ہے، مگر یہ مسعود بھائی ہاتھ ہی نہیں لگ رہے۔۔۔۔۔۔ آج سوچا تھا کہ جب وہ صبح کے غسل کے لیے باتھ روم جائیں گے تو میں دبے پاؤں جا کر ان کی رائٹنگ ٹیبل پر لفافہ رکھ آؤں گی۔ وہ جب بھی خط دیتے ہیں تو یہی کہتے ہیں۔

"میں کل روحیل کو خط پوسٹ کروں گا اگر جواب لکھنے کا پروگرام ہو تو لکھ کر میری ٹیبل پر رکھ دینا۔۔۔۔۔۔!"

ان کے جانے کے بعد میں دیر تک حیا سے ٹوٹتی رہتی ہوں۔ کیسا تماشا بنا ہے میرا مسعود بھائی کے سامنے۔۔۔۔۔ سچ جب سے آپ گئے ہیں، میں نے آج تک ان سے نظر ملا کر بات نہیں کی۔ ایک تو ہمارے ہاں اکیسویں صدی کی آمد آمد کے باوجود لڑکیوں کو تنہا باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔۔۔۔۔ اسکول جاتے تھے تو یہ حال جیسے جلسے کے شرکا رسوئے منزل روانہ ہیں۔

کالج گئے تو جماعت سے پہلے ہی گھر سے "باجماعت"۔

ورنہ خطوط پوسٹ کرنا مسئلہ نہ ہوتا۔

دوسرے آپ نے جاتے ہی جو پہلا خط لکھا تھا، اس میں جواب مسعود بھائی کے حوالے کرنے کی تاکید کی تھی۔

آپ نے لکھا تھا مسعود بہت ذمہ دار اور سلجھا ہوا ہے۔ اعلا انسانی اخلاقی قدروں کا علمبردار اور یہ کہ مجھے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔ آپ پردیس میں ہیں اور دیس میں آپ کا کوئی حامی، حمایتی نہیں۔ اگر کسی کو بھنک بھی پڑ گئی تو کہیں ضد میں یہاں وہ فیصلے نہ ہو جائیں جو ہماری زندگیاں بھاری بنا دیں۔

آپ نے جتنی تاکید کی، میں اس سے کہیں زیادہ محتاط ہوں۔ مسعود بھائی بھی تو آپ کو بہت کچھ بتاتے ہوں گے۔

میرا وجدان کہتا ہے۔ آپ کو مجھ پر اٹوٹ بھروسا ہے۔ میں کس طرح زندگی کے شب و روز گزارتی ہوں۔ کیا بتاؤں؟

تیرے ساتھ گئی وہ رونق
اب اس شہر میں کیا رکھا ہے
دیے کی طرح جلتی ہوئی......زیبا

روحیل......!

ڈھیروں سلام شوق!

اے میرے منتظر! سکوتِ ازل بھی پہلی صبح کے لیے اتنی توجہ سے منتظر ہوگا......جیسے کہ میں......!

آتی جاتی تارِ نفس میں آپ کا نام پروتی ہوں۔ ایسی روشن مالا...... ذرا میری چشمِ تصور سے دیکھیں......!

میں نے پچھلے چاروں خط لفافے سے نکال کر یہ پانچواں بھی ان میں شامل کر کے پوسٹ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ انشاء اللہ ضرور پورا ہوگا...... کیونکہ اب مسعود بھائی بھی اپنے دوروں سے فارغ ہو کر قدرے پرسکون ہو بیٹھے ہیں اور ان کا اب کہیں جانے کا پروگرام نہیں...... گھر میں آئندہ دو تین ماہ تک کسی تقریب کا بھی امکان نہیں......لڑکیاں بھی میکے رہ کر جا چکی ہیں۔

ایک منٹ...... کمرے میں پارو آ گئی ہے۔ کھانے کے لیے کہہ رہی ہے......اب تو رات کو اس کے سونے کے بعد ہی خط مکمل کروں گی...... ویسے یہ پہلا خط ہے جو دو نشستوں میں لکھا جائے گا۔

روحیل! اب خط لکھنے کے سارے جواز ختم ہو چکے ہیں۔ رات کے بارہ بج رہے ہیں۔ آنسوؤں سے میری آنکھیں دھندلا رہی ہیں۔ اب تو سارے خطوط جلانا ہی ہیں۔ بس عادتاً مکمل کر رہی ہوں...... کہ جب آپ کو خط لکھتی تو محسوس ہوتا جیسے آپ مجھے اپنے روم روم سے سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ میری دھڑکن کسی لے کی طرح ہم آہنگ ہونے لگتی۔ جیسے آپ کے مزاج کی ترتیب میری دھڑکنوں میں موسیقیت بن کر اتر رہی ہو......

توبہ...... توبہ...... یہ میں کیا کر رہی ہوں؟......اب آپ سے یہ باتیں مجھے زیب نہیں دیتیں سارے سر ٹوٹ گئے ہیں...... کس قدر بے ہنگم شور اُبھر رہا ہے......؟

کھانے کے فوراً بعد امی نے اطلاع دی کہ ''امی نے بڑی اماں کو ''ہاں'' کہہ دی ہے، مسعود گھر کا لڑکا ہے......!''

ابھی زمین میرے پاؤں کے نیچے ٹھہری بھی نہ تھی کہ مسعود بھائی میرے پیچھے پینٹری...... میں چلے آئے۔ وہ کہہ رہے تھے۔

''تم بہت مضبوط ہو...... میرے دل میں تمہاری بہت قدر ہے۔ روحیل جیسے لائق انسان نے کتنی بار تمہارے دل کے دروازے پر دستک دی، مگر تم نے بہت مضبوطی دکھائی۔ بس اسی وجہ سے میں، اماں کو انکار نہ کر سکا......شاید روحیل کو مجھ سے شکایت ہو......مگر...... وقت ثابت کر دے گا۔ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ......؟''

سن رہے ہیں ناں آپ روحیل؟ دل کی دیوار کے اس پار......!

میرے سامنے خطوط کا ڈھیر ہے...... جب یہ جلے گا تو بہت بڑا الاؤ ہوگا۔

مجھے اندازہ نہیں کہ کتنی دیر جلے گا......مگر میرے دل سے تو پھر بھی کم......!

خط تو عادتاً ہی مکمل کر رہی ہوں...... ذات ادھوری سہی......کام تو مکمل کرنا چاہئیں۔

دیکھنا فانی کہیں تدبیر کی میت نہ ہو
اک جنازہ جا رہا ہے دوش پر تقدیر کے

زیبا